© rasailojaraid.com

تعارف وتبصرہ

تبصرہ نگار: ڈاکٹر صہیب حسن (لندن)

نام کتاب : مکالمہ

تالیف : ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

پبلشر : دار الفکر الاسلامی

تاریخ اشاعت: جنوری ۲۰۱۸ء' صفحات: 808' قیمت: 1000 روپے

ملنے کے پتے: ☆ مکتبہ اسلامیہ' ہادیہ حلیمہ سنٹر' غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور
☆ مجلس تحقیق اسلامی' J-99 ماڈل ٹاؤن لاہور

برادرم حافظ عبدالرحمٰن مدنی کے توسط سے ڈاکٹر حافظ محمد زبیر کی ایک ضخیم کتاب ''مکالمہ'' موصول ہوئی جسے میں لاہور سے لندن پہنچتے ہی پہلے دن اپنی تھکن اتارنے کے ساتھ ساتھ پڑھتا رہا۔ ''مکالمہ'' عنوان ہے لیکن اس کتاب میں علم وادب' سائنس و مذہب' معاشیات و معاشرت' فلسفہ واخلاق' سیاست اور نفسیات اور سب سے بڑھ کر فتاویٰ اور علمی جوابات' کہیں اختصار اور کہیں طوالت کے ساتھ جلوہ گر نظر آتے ہیں۔

ایک خوشگوار حیرت ہوئی کہ ایک عربی مدرسے کی بنیادی اٹھان رکھنے والے طالب علم نے قرآن اکیڈمی لاہور سے رجوع الی القرآن کورس کرنے کے بعد ایم اے' پی ایچ ڈی کے مراحل طے کرتے کرتے اپنے مطالعہ کی بے پناہ وسعت' گہرائی اور گیرائی کی بدولت ایسے ایسے مشکل مقامات پر خامہ فرسائی کی ہے جو ایک عبقری ذہن اور ماہر فن کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔

امید کرتا ہوں کہ اس کتاب کا تفصیلی مطالعہ جاری رہے گا' جتنا کچھ ایک دن کی ورق گردانی میں دیکھا اور بھالا وہ صاحب کتاب کے معتدل مزاج کا آئینہ دار دکھائی دیا۔ جہاں انہوں نے مولانا مودودی' مولانا وحید الدین خان اور ڈاکٹر اسرار احمد جیسے عباقرۂ فکر کی توصیف اور مدح سرائی کی ہے وہاں ان کے بعض خیالات اور افکار سے اختلاف کو بھی بیان کیا ہے' جاوید احمد غامدی کے شطحات کا کھل کر پوسٹ مارٹم کیا ہے' ڈاکٹر اسرار احمد کے نظریہ وحدت الوجود کی وضاحت کی ہے کہ وہ ابن عربی کے نظریہ کا چربہ نہیں ہے' پھر اس پر اپنے عدم اطمینان کا اظہار بھی کیا ہے۔ مولانا مودودی کی کتاب ''خلافت وملوکیت'' پر تنقید کی وکالت کی ہے۔ الحاد اور جدیدیت کے اسباب و علل کو اجاگر کیا ہے۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے مابین امتیازی صفات کو بڑی باریک بینی سے بیان کیا ہے کہ جس سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اچھے اچھے علماء بھی بے خبر رہے ہوں گے۔ مذہب اور ریاست کے باہمی تعلقات پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ نفسیات پر گفتگو کرتے ہوئے خوابوں کی تعبیر‘ تخلیہ روح اور مراقبہ جیسے دقیق مسائل پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔

بیوہ عورت کی عدت کی حکمت کے بارے میں کوئی سیر حاصل قول ذکر نہیں کیا۔ لیکن یہ کہنا مناسب ہوتا کہ مطلقہ کی عدت تین حیض (یا تقریباً تین ماہ) رکھی گئی ہے کہ عورت اگر حاملہ ہو تو اس کا حمل اس مدت میں ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں عدت وضع حمل تک جاری رہتی ہے اور اگر عورت نے حمل کو ظاہر نہ بھی ہونے دیا تو شوہر چونکہ موجود ہے‘ اس لیے وہ اپنے حقوق کے لیے قانونی کارروائی کر سکتا ہے‘ برخلاف بیوہ عورت کے‘ کہ اس کا شوہر وفات پا چکا ہے اور اپنے حق کے دفاع کے لیے موجود نہیں ہے‘ اس لیے بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن رکھی گئی ہے کہ تجربہ اور علم یہ بتاتا ہے کہ اگر عورت اپنا حمل چھپا بھی لے تو چار ماہ سے متصل دس دنوں میں ہر صورت حمل کے آثار ظاہر ہو جائیں گے‘ چونکہ جنین میں نفخ روح ہو چکا ہوتا ہے اور وہ اگر چاہے بھی تو اپنا حمل چھپا نہیں سکتی ہے۔

مؤلف کتاب نے یورپین کونسل برائے فتویٰ و ریسرچ کی کاوشوں کا باندازِ تحسین ذکر کیا ہے اور کاتب سطور چونکہ اس کونسل کا ابتدا سے رکن رہا ہے اس لیے مؤلف کے بیانیہ کا شاہد بھی ہے۔ سودی بینکاری کے ضمن میں صاحب کتاب نے فریکشنل ریزرو بینکنگ کی قباحتوں کا ذکر کر کے اس نظام کی دکھتی رگ کو چھیڑا ہے اور جس کا ذکر کرنے سے بینکنگ کی کارروائیوں کو مہر تصدیق عطا کرنے والے تمام علماء و فقہاء اور مشیرین کتراتے ہیں۔ اس نکتے کو سب سے پہلے طارق دیوانی نے اپنی کتاب (Problem with Interest) میں پیش کیا تھا اور اب کئی ماہر اقتصادیات اس کی تائید کر رہے ہیں۔ مصنوعی پیسے کی اس فراوانی کو جب تک ختم نہیں کیا جاتا‘ اسلامی بینکنگ کا رائج الوقت سودی بینکاری سے مختلف ہونا پایۂ ثبوت کا محتاج رہتا ہے۔ اسلامی بینکاری کے پیش کردہ تجارتی سودے جیسے مرابحہ‘ اجارہ‘ تورّق رائج الوقت بینکاری کے مارگیج سے بظاہر مختلف نظر آتے ہیں‘ لیکن بباطن پرانی شراب کو نئی بوتلیں فراہم کرتے نظر آتے ہیں۔

مؤلف نے پاکستانی جامعات کے طریق کار پر سیر حاصل گفتگو کی ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔ فنونِ لطیفہ کے بارے میں عمومی طور پر اور ناول نگاری کے بارے میں خصوصی طور پر حافظ صاحب نے جن پر مغز خیالات کا اظہار کیا ہے وہ مدارس کے طلبہ کے ذوق مطالعہ کے لیے مہمیز ثابت ہوگا کہ ان میں سے اکثر اس شجر ممنوعہ کے بارے میں لاعلم رہتے ہیں۔

مذاہب و مسالک کے ضمن میں سلفی‘ اہل حدیث‘ دیوبندی‘ بریلوی‘ صوفی کے مابین محاکمہ اگرچہ ایک بہت مشکل موضوع ہے لیکن حافظ صاحب نے اسے نہایت عمدگی سے نمٹایا ہے۔ جن معرکۃ الآراء مسائل میں حافظ صاحب کے سیال قلم نے موتی بکھیرے ہیں‘ ان میں سے چند مسائل کے عنوانات کا تذکرہ کرتا چلوں:

(۱) رضاعت کبیر کا مسئلہ کہ جید علماء بھی اسے ہاتھ لگاتے ڈرتے ہیں لیکن یورپ کے مسلمانوں کے لیے یہ واقعی ایک سنجیدہ مسئلہ ہے کہ جہاں لاوارث مسلمان بچوں اور بچیوں کو گود لینے (adoption) یا صرف کفالت (fostering) کرنے کے دونوں اختیارات میں سے اول الذکّر کو اختیار کرنے میں محرمیت کے وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسائل جنم لیتے ہیں جن کے حل کے لیے رضاعت کبیر کا مسئلہ توجہ کا مستحق ہے۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بوقت زواج عمر کا مسئلہ اہلِ علم میں اکثر موضوعِ بحث رہا ہے۔ حافظ صاحب نے سید سلیمان ندوی کی تحقیق کو حتمی قرار دیا ہے۔ مسلمانانِ مغرب میں بھی اس حسّاس موضوع کو قابل بحث روا رکھا گیا ہے۔ انگریزی زبان میں بعض دعوتی تنظیموں کی طرف سے اس موضوع کے دوسرے پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے' اس لیے بہتر ہے کہ اسے قابلِ تحقیق رہنے دیا جائے۔

(۳) وراثت کے مسئلہ پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراضگی: مؤلف کتاب نے یہ بات تو بخوبی واضح کر دی ہے کہ حضرت فاطمہؓ وفات سے قبل حضرت ابوبکرؓ سے اپنی ناراضگی دور کر چکی تھیں لیکن بعض روایات کے ان الفاظ کہ ''فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ'' کی یہ توجیہہ بھی کر دی جاتی تو بہتر ہوتا کہ انہوں نے خاص اس مسئلہ میں اپنی وفات تک دوبارہ حضرت ابوبکرؓ سے کوئی بات نہیں کی' نہ یہ کہ وہ مطلق بات کرنے سے گریز کرتی رہیں۔

(۴) غزوۂ ہند کی روایات پر محدثانہ نقطۂ نظر سے سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

(۵) سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کی توجیہہ ایک قابلِ قبول انداز میں کی گئی ہے جو قابلِ ستائش ہے۔

(۶) ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے میں مؤلف نے امام ابن تیمیہؒ کے مسلک کی حقانیت کو واضح کیا ہے۔ اس مسئلہ کے ایک دوسرے پہلو سے اکثر علماء اغماض برتتے ہیں اور وہ یہ کہ دورانِ عدت دوسری یا تیسری طلاق دینا بھی قرآن میں بتائے گئے طریقہ طلاق کے منافی ہے۔ سورۃ الطلاق کی پہلی دو آیات سے واضح ہوتا ہے کہ عدت صرف دو اعمال کی متحمل ہو سکتی ہے اور وہ ہے شوہر کا رجوع کرنا یا نہ کرنا۔ اگر وہ رجوع نہیں کرنا چاہتا تو پھر عدت گزرنے دے تاکہ طلاق کا عمل پورا ہو سکے' گو ہر طہر میں ایک اضافی طلاق دینا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک قول کی بنا پر جائز ٹھہرایا گیا ہے اور اسے طلاق حسن (بمقابلہ طلاق احسن) قرار دیا گیا ہے۔ لیکن شادی کے مضبوط بندھن کا ازدواجی زندگی کی ضرورت و اہمیت اور خاص طور پر بچوں کی موجودگی میں اس اہم رشتے کی بقا کا تقاضا ہے کہ اقوالِ صحابہؓ میں سے اس قول کو ترجیح حاصل ہو جو قرآن وسنت کے واضح احکامات کے ساتھ مطابقت رکھتا ہو۔

مؤلف کتاب نے اپنے استاد حافظ عبدالرحمٰن مدنی کی فقاہت اور دیانت کا والہانہ انداز میں تذکرہ کیا ہے۔ شیخ مدنی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ ان کے ایک شاگرد رشید نے یہ علمی مرتبہ پایا ہے جو بہت سوں کے لیے قابل رشک ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ جس طرح ایک پیڑ اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے' اسی طرح ایک استاد اپنے شاگردوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ!

میں حافظ محمد زبیر کو ان کی اس علمی و دعوتی کاوش پر بھرپور مبارک باد دیتا ہوں اور ان کے لیے راہِ استقامت پر قائم و دائم رہنے کی دعا کے ساتھ رخصت چاہتا ہوں۔

© rasailojaraid.com